جدوجہد آزادی اور فرائضی تحریک

مختار احمد ملی، شعبۂ سیاسیات، کریم سٹی کالج جمشید پور

انگریزوں کے خلاف بنگال کے نواب سراج الدولہ اور میسور کے ٹیپو سلطان [illegible] کشمی انفرادی اور وقتی نوعیت کی تھی اور اس میں کسی خاص بڑے نصب العین اور [illegible] حکمت کو [illegible] زیادہ دخل نہیں تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ان لوگوں کی شہادت کے بعد یہ [illegible] [illegible] پر [illegible] پذیر کیا اور اس لئے ضرورت اس بات کی تھی کہ افراد کی اصلاح و تربیت اور عوامی تحریک کی تنظیم پر زور دیا جائے اور اس کے لئے مولانا نثار علی عرف ٹیٹو میر (ش ۱۸۳۱ء) اور حاجی شریعت اللہ [illegible] نے بنگال میں [illegible] تحریک کو شروع کیا۔ جس کو بعد میں حاجی شریعت اللہ کے صاحبزادے حاجی محسن الدین احمد عرف دودو میاں (۱۸۱۹ء تا ۱۸۶۱ء) نے اپنے نقطۂ عروج تک پہونچایا۔ یہ وہ زمانہ تھا جبکہ مسلم بنگال مذہبی، سماجی، تعلیمی، معاشی اور سیاسی پسماندگی کے انتہا پر تھا۔ شریعت ارباب تصوف اور پیرزادوں کے حصار میں محصور ہو کر رہ گئی تھی پیری مریدی کا بازار گرم تھا۔ پیروں کے ساتھ محیر العقول واقعات اور کرامات وابستہ تھے اور اس میں بدھ مت، ویشنو مت اور ہندو مذہب کی خرافیات کا نمایاں اثر تھا معاشی طور پر مسلمانوں کی حالت ناگفتہ بہ تھی کیونکہ انگریزوں نے قدیم زمینداری نظام کا خاتمہ کر کے پٹہ داری زمینداری کا نیا طریقہ شروع کیا تھا جس کو تاریخ میں بندوبست دوامی کہا جاتا ہے (لارڈ کلائیو نے بہار و بنگال کی دیوانی ۱۷۶۵ء میں حاصل کرنے کے بعد یہ اعلان کیا کہ تمام زرعی اور غیر زرعی زمین ایسٹ انڈیا کمپنی کی ملکیت ہے اور کھیتی باڑی کے لئے ٹھیکہ پر دی جائے گی ہر کھیت کے ٹھیکہ کا نیلام ممکن نہیں تھا اس وجہ سے پندرہ بیس دیہات ایک ساتھ سال بھر کے لئے ٹھیکہ پر دئے جانے لگے۔ مسلمان

امراء اور زمیندار عام طور پر لٹ پٹ چکے تھے اس موقع پر ہندو بنئے اور ساہوکار میدان عمل میں کود پڑے اور انہوں نے بنگال و بہار کی اسّی فیصد سے زیادہ زرعی اراضی کا ٹھیکہ لے لیا لارڈ کارنوالس (۱۷۸۶ء تا ۱۷۹۳ء) کے عہد میں جب ٹھیکہ حسب معمول نیلام کیا گیا تو ہندو ساہوکاروں اور گماشتوں نے سیکڑوں دیہات فی ایکڑ بالکل معمولی ملتے کے عوض حاصل کرنے [illegible] بعد کارنوالس نے ایک سرکاری اعلان کی رو سے ٹھیکیداروں کو مالکانہ حقوق [illegible] اس طرح زمینوں کے مالک محض مزارع بن کر رہ گئے ٹھیکیدار انہیں بروقت بے [illegible] تھا) زمین کے سچے مالکوں نے جو کہ زمیندار یا راجہ کہلاتے تھے ظلم وستم جبر و [illegible] حیات زندگی کا ماحول بنا رکھا تھا۔ اور بقول رو[illegible] ٹھیکیداروں کے کاشتکاروں سے تعلقات کی نوعیت [illegible] تھی جو کسی قصاب [illegible] کے مذبوح جانور سے ہوتا ہے (۱) عدل وانصاف کا حصول مشکل تھا تیل کے [illegible] سے کوئی فائدہ انگریزوں کے بعد ہندو زمینداروں اور مالکان کو ہی ہوا اور اس طرح مسلم کسان ہندو زمینداروں اور صنعت کاروں کے رحم وکرم پر چکی کے دو پاٹوں کے درمیان پستے رہتے۔ ہندو زمینداروں کا ظلم وستم اس حد تک بڑھ چکا تھا کہ وہ قانونی ٹیکسوں کے علاوہ ہندو رسم و رواج اور پوجا پاٹ کے موقع پر بھی ٹیکس لگاتے اور جبراً وصول کرتے (۲) مسلمانوں کی مذہبی غیرت کو کچلنے اور ان کی دینی حس کو ختم کرنے کے لئے داڑھی ٹیکس بھی وصول لینے لگے (۳) انہیں حالات میں ٹیٹو میر کی فرائضی تحریک مغربی بنگال اور ۲۴ پرگنہ کے علاقہ میں ۱۸۲۸ء تا ۱۸۳۱ء میں بڑی تیزی سے ابھری اور انہوں نے بیک وقت ہندو زمیندار اور انگریز حاکموں سے ٹکر لی اور مسلم کاشتکار اور کسان مزدور دیوانہ وار اس تحریک سے وابستہ ہوتے چلے گئے کیونکہ خونیں انقلاب کے لئے یہ موزوں وقت تھا ظلم کے حد سے گذر جانے کے باعث مظلوم گربۂ مسکین کے مانند ظالم سے بھی ٹکر لینے کے لئے آمادہ ہو جاتا ہے۔

نثار علی عرف ٹیٹو میر کی پیدائش برسات ضلع کے چاند پور گاؤں میں ہوئی تھی اور وہ سید احمد شہید کے معتقدوں میں تھے وہابی تحریک سے وابستگی تھی اور ہندوانہ رسم و

رواج کے مخالف تھے انہوں نے ایمان خالص اور توحید کا درس دیا ان کی تدریس کے نتیجہ میں بہت جلد کسانوں کی عوامی تحریک کی شکل اختیار کر لی لیکن حاجی شریعت اللہ سے وہ ان معنوں میں مختلف تھے کہ انہوں نے عیدین اور جمعہ کی نماز ہندوستان میں ادائیگی پر اعتراض نہیں کیا۔ نومبر ۱۸۳۱ء میں ان کی جماعت پر زمینداروں نے حملہ کر دیا اور اس معرکہ میں وہ شہید ہو گئے اور ان کی جماعت کے ۳۵۰ افراد گرفتار کر لئے گئے ان کے ایک خاص معتقد غلام معصوم کو موت کی سزا سنائی گئی اور ۱۴۰ دوسرے پیروکاروں کو مختلف نوعیت کی دوسری سزائیں دی گئیں (۴) اس طرح مغربی بنگال میں ٹیٹو میر کے ذریعہ چلائی گئی تحریک جلد ہی ختم ہو گئی۔

مشرقی بنگال میں حاجی شریعت اللہ کی قیادت میں فرائضی تحریک دوبارہ ابھری جس نے دو محاذوں پر اپنا کام شروع کیا ایک طرف افراد کی اصلاح و تربیت کی طرف توجہ دیتے ہوئے توحید خالص کی راہ پر چلنے کی دعوت اور بدعات و خرافات اور اوہام و مشرکانہ رسوم کے خلاف آواز اٹھاتے ہوئے اسلام کے متعین فرائض (فرض کی جمع) پر عمل درآمد ہونے کی ترغیب دی اور دوسری جانب زمینداروں اور انگریز حکمرانوں کے ناجائز مطالبات اور ظلم و زیادتی کے تدارک کے لئے عملی کوشش کیں۔ حاجی شریعت اللہ کی پیدائش فرید پور ضلع کے ہندکھولہ پرگنہ کے دولت پور گاؤں میں ۱۷۸۱ء میں ہوئی تھی۔ آٹھ سال کی عمر میں والد ماجد کا انتقال ہو گیا گاؤں میں تعلیم کا مناسب انتظام نہ ہونے کے باعث ۱۲ سال کی عمر میں کلکتہ کا رخ کیا اور مولانا بشارت علی سے قرآن پاک کی تعلیم حاصل کی اٹھارہ سال کی عمر میں مکہ معظمہ کا قصد کیا جہاں شیخ طاہر السنبل الشافعی کے حلقہ ارادت میں تقریباً بیس سال شامل رہے ۱۸۲۰ء میں واپسی ہوئی تو ان کی شہرت ایک متقی عالم اور کامیاب مناظر کی تھی۔ بنگال پہونچ کر بڑی خاموشی اور لگن سے رشد و ہدایت اور اصلاح و تبلیغ کا کام شروع کیا فرائض کی ادائیگی اور گناہوں سے توبہ پر زور رہتا اور جلد ہی فرائضی یا شریعتی تحریک آندھی بن کر بنگال کے مسلم کاشتکاروں اور مزدوروں کے دل پر چھا گئی بقول جیمس ٹائیلر ڈھاکہ، فرید پور، باقر گنج اور میمن سنگھ میں ہر چھٹا مسلمان حاجی صاحب کا پیرو تھا (۵) جیمس وائز کا کہنا ہے کہ حاجی صاحب کی اخلاقی زندگی نے عوام میں انہیں بے انتہا مقبول بنا دیا اور

اور انہیں اپنا روحانی باپ سمجھتے تھے (۶) حاجی شریعت اللہ نے بنیادی طور پر اصلاح معاشرہ کی طرف توجہ دی غیر اسلامی رسم ورواج اور بدعات وخرافات کو ترک کرنے کا مشورہ دیا ہندوانہ رسم ورواج اور ثقافت سے دور رہنے کی تلقین کی اور گناہوں سے توبہ کر کے صاف ستھری زندگی بسر کرنے پر زور دیا عدل وانصاف اور بھائی چارہ کی تعلیم نے مسلم کاشتکاروں اور مزدوروں کو متحد اور بیدار کر دیا اور انہوں نے ہندوانہ ٹیکس کی ادائیگی سے انکار کر دیا جس کے نتیجہ میں ہندو زمینداروں سے نبرد آزمائی اور مسلح تصادم شروع ہوا لیکن انہوں نے ہندو کلچر وثقافت کے خلاف جنگ جاری رکھی ۱۸۴۰ء میں حاجی صاحب کی موت ہوئی اور ان کے اکلوتے صاحبزادے حاجی محسن الدین احمد عرف دودومیاں (۱۸۱۹ء تا ۱۸۶۲ء) نے بائیس سال کی عمر میں نئے حوصلوں عزم اور امنگوں کے ساتھ تحریک کی قیادت کی ذمہ داری سنبھالی اور اس طرح یہ تحریک مذہبی خطوط پر اصلاح معاشرہ اور توحید خالص سے آگے بڑھکر سیاسی سماجی اور معاشی تحریک بننے لگی ہندو زمینداروں سے مسلح جھڑپوں کا آغاز ہو ہی چکا تھا اس لئے مسلح رضاکاروں کی ایک جماعت تیار کرنے کی غرض سے تاکہ بوقت ضرورت دفاع کے لئے افراد مل جائیں دودومیاں نے اپنے والد کے معتقد جلال الدین ملا فرید پوری کی خدمات حاصل کی جو کہ اپنے وقت میں لاٹھی چلانے کے استاد تھے دوسری جانب ہندو زمینداروں نے اپنے اپنے علاقہ کے مسلمانوں کو فرائضی تحریک سے الگ رکھنے کے لئے ہر ممکن کوشش کی ظلم وستم کے نئے نئے تجربات کئے جیمس وائز کے لفظوں میں ڈاڑھی والے مسلمانوں کی ڈاڑھیوں کو سختی سے باندھ دی جاتیں اور ان کی ناک میں سُرخ مرچ کے سفوف ٹھونس دئے جاتے یا دوسرے ملزم کے ہاتھ پاؤں باندھ کر انہیں ننگا کر دیا جاتا اور ان کے بدن پر سُرخ چیونٹیوں کے چھتے توڑ دئے جاتے یا ملزم کو پیٹھ کے بل لٹا کر ان کی ناف پر مٹی یا سفید چیونٹے پیالہ میں اوندھا کر رکھ دئے جاتے (۷) لیکن عشق تمام جسمانی آزار سے الگ بے خطر کود پڑنے کا درس دیتا ہے فرائضی تحریک سے الگ کرنے کے لئے یہ تمام حربے ناکام رہے دودومیاں اپنے معتقدین کی جماعت کے ساتھ ان بستیوں اور زمینداروں کا محاصرہ کرنے لگے جس کے نتیجہ میں پر تشدد مزاحمت

کا سلسلہ شروع ہوا ہندو زمیندار نے انگریز صنعت کاروں اور انتظامی افسران کو ورغلایا اور تحریک خلاف کان بھرے، دونوں قوتیں متحد ہو گئیں اور دودو میاں اپنے ۴۸ معتقدین کے ساتھ گرفتار کر لئے گئے اور مقامی عدالت کی جانب سے انہیں مختلف طرح کی سزائیں دی گئیں لیکن اگست ۱۸۴۷ء میں سزاؤں کی توثیق کے سلسلہ میں کلکتہ کی اعلیٰ عدالت لگائے گئے الزامات سے مطمئن نہ ہو سکی اس وجہ سے عدالت نے ساری سزاؤں کو کالعدم قرار دیتے ہوئے ملزمین کو بری الذمہ قرار دیا فرائضی تحریک کے کارکن اسے تائید غیبی اور حق کی فتح قرار دیتے ہوئے تازہ ولولوں کے ساتھ میدان جنگ میں سرگرم ہو گئے (۸) مقامی عدالتوں کے خلاف ان میں عدم اعتماد پیدا ہوا اور ان لوگوں نے انگریزی عدالتوں کا بائیکاٹ کرتے ہوئے پورے مشرقی بنگال میں متوازی عدالتوں کا نظام قائم کیا جو ۱۸۴۷ء تا ۱۸۵۷ء قائم رہا اور انگریزی عدلیہ ناکارہ ہو کر رہ گئیں اس زمانہ کے مورخین اسے نظام خلافت سے تعبیر کرتے ہیں اور ان کا اس پر اتفاق ہے کہ انہوں نے ایسی ہمہ گیر تحریک چلائی کہ سرکاری مشنری ان کے سامنے مفلوج اور ناکارہ ہو کر رہ گئیں تھی۔ بنگال کے پولیس کمشنر ڈمپیر کا خیال ہے کہ دودو میاں نے کم از کم اسی ہزار کارکن جمع کر لئے تھے جو کہ مکمل طور پر ان کے تابع تھے اور ان کا مقصد انگریزوں کو نکال کر اسلامی حکومت قائم کرنا تھا (۹)

(THE EXPULSION OF THE FOREIGN RULERS AND RESTORATION OF THE MOHAMMEDAN POWER)

اس بنا پر فرائضی جماعت کو غیر قانونی اور دودو میاں کو خطرناک انقلابی قرار دیتے ہوئے گرفتار کر لیا گیا اور انہیں علی پور بعدازاں فریدپور جیل میں قید کر دیا گیا ۱۸۵۷ء میں ان پر جیل میں کڑی نظر رکھی گئی کیونکہ باغیوں سے ملنے کا خطرہ تھا۔ ۱۳ر جنوری ۱۸۵۹ء میں بیماری کی حالت میں انہیں رہا کیا گیا اور ۲۴ر ستمبر ۱۸۶۰ء کو بہادر پور ضلع ڈھاکہ میں ان کا انتقال ہوا۔

فرائضی تحریک کے تحت اس میں شامل ہونے والے کارکن کو اپنے پچھلے تمام گناہوں سے توبہ کر کے نئے سرے سے اسلام میں داخل ہونا پڑتا اور توحید خالص پر عمل کرتا ہوتا۔ بقول جیمس فرائضی قرآن کے حروف اور کلمات کے سختی سے متبع تھے اور جو باتیں قرآن میں

موجود نہ ہو اس کے خلاف تھے۔ ہنٹر نے فرائضی کارکنوں اور ان کے رہنما حاجی شریعت اللہ کو جہاد کا عامل اور کفر و بدعت اور شرک کا دشمن قرار دیا ہے ہر فرائضی کارکن کے لئے لازم تھا کہ وہ تمام ہندوانہ رسوم اور ثقافت سے پرہیز کرے۔ فرائضی قرآن کو ایک مکمل ضابطۂ حیات تسلیم کرتے تھے اسی لئے وہ اپنے کو فرائضی کہتے یعنی وہ جو فرض پر گامزن ہوں تاریخی طور پر اسلام جس کی اصلی شکل سترہویں صدی کے بنگال میں بدل گئی تھی ان کو صراطِ مستقیم پر لانے کی یہ کوشش تھی لیکن اس طرح عرب کے وہابیوں سے ان کی مماثلت ہو گئی گرچہ ان دونوں میں یہ فرق تھا کہ وہابی جہاد پر بہت زور دیتے جبکہ فرائضی اس حد تک جہاد پر زور نہیں دیتے تھے۔

بنگال میں ابتداً یہ تحریک مذہبی تھی اور اس کا مقصد مشرکانہ رسوم کا خاتمہ اور توحید خالص کو اپنانا تھا کالی پوجا اور درگا پوجا کے مواقعہ پر لگائے گئے ٹیکس کو ادا کرنے سے مسلمان کاشتکاروں کا انکار، گائے کی قربانی پر زور وغیرہ کی وجہ سے ہندو زمینداروں سے مسلح جدوجہد کا آغاز ہوا اور ضرورت محسوس ہوئی کہ کاشتکاروں اور مزدوروں کے مفادات کے تحفظ کے لئے ان کو مدافعت کی مناسب ٹریننگ دی جائے اور جب عدالت پر سے ان کا اعتماد ختم ہو گیا تو انہوں نے پنچایتی نظام کا نئے سرے سے احیا کیا انہوں نے نظامِ خلافت پر زور دیا جس کے تحت فرائضی کارکنوں کو باہم مربوط رکھنے اور ایک دوسرے کے حالات سے مطلع کرنے اور امیر تحریک کو براہ راست نظم و ضبط سے منسلک رکھنا تھا۔ تحریک کا اعلیٰ ترین منصب استاد کا تھا جو کہ تمام فرائضیوں کا نگراں سرپرست اور ذمہ دار ہوتا تھا اس کے بعد اپرستا خلیفہ کا عہدہ تھا جو کہ نائب استاد تھا اس کے بعد سپرنٹنڈنٹ خلیفہ اور آخری درجہ میں یونٹ خلیفہ وارڈ خلیفہ یا گاؤں خلیفہ کا عہدہ تھا جو کہ ایک یونٹ (سو سے پانچ سو فرائضی خاندان پر مشتمل) کا نگراں ہوتا دس یا زائد یونٹوں والا علاقہ گرڈ کہلاتا تھا اور وہ سپرنٹنڈنٹ خلیفہ کے زیر اہتمام ہوتا انہیں ایک پیادہ اور چپراسی رکھنے کا اختیار ہوتا تاکہ احکامات نافذ کئے جا سکیں اور احکامات و ہدایات ایک جگہ سے دوسری جگہ پہونچایا جا سکے۔ یونٹ خلیفہ کے ذمہ فرائضیوں کو اسلام کے بنیادی ارکان سے واقف کرانا تھا باجماعت

نماز کے لئے جگہ متعین کرنا۔ اماموں کا تقرر سماجی واخلاقی ضروریات کی تکمیل شادی بیاہ تدفین وتکفین وغیرہ کے معاملات شامل تھے سپرنٹنڈنٹ خلیفہ گرد کے تمام خلفار کی نگرانی کرتا اور انہیں مناسب اقدامات اور مشوروں سے نوازتا گرد کی سیاسی، سماجی، اقتصادی اور مذہبی معاملات کی دیکھ ریکھ ان کی مکمل ذمہ داری تھی یونٹ خلیفہ اور سپرنٹنڈنٹ خلیفہ کی تمام کارگذاری ریکارڈ میں محفوظ رکھی جاتیں اور جب استاد یا امیر یا خلیفہ (نائب خلیفہ) دورے پر نکلتا تو اس کے سامنے تمام رپورٹیں پیش ہوتیں اگر وہ ان سے اتفاق کرتا تو اپنا دستخط یا مہران پر ثبت کر دیتا ورنہ تمام کارروائی مرکز کو تحقیق اور فیصلہ کے لئے بھیج دیئے جاتے آپس کے اختلافات کو دور کرنے کے لئے ان کے پاس مؤثر متوازی عدالتیں تھیں جس میں غیر فرائضی مسلمان اور ہندو بھی اپنے مقدمات پیش کرتے اور بقول جیمس وائز فرائضی عدالتوں کا نظام اس قدر مؤثر تھا کہ ہندو عیسائی اور مسلمان سبھی اس کے فیصلہ کے پابند ہوتے تھے (۱) نوین چندر سین کا کہنا ہے کہ فرید آباد کی اکثریت نیا میاں (فرائضی تحریک کے ایک کارکن) کے احکامات وحی الٰہی کی طرح تسلیم کرتے ہیں اور اس طرح عاجزانہ اطاعت گذاری دوسری قوم میں کہیں دیکھنے کو نہیں ملتی ان لوگوں نے انگریزی حکومت کے اندر ایک اسٹیٹ قائم کر رکھی ہے جہاں ان کی اپنی عدالتیں بھی ہیں۔

فرائضی تحریک کے مقبول عام ہونے کی ایک بڑی وجہ ان کا پرکشش سماجی پہلو خاص طور پر ان کی مساویانہ تعلیمات تھیں ۱۹ویں صدی کے طبقاتی امتیازات اور سماجی تفریقات کے ماحول میں فرائضیوں نے انسانیت، مساوات، اخوت اور بھائی چارہ کا درس دیا۔ دودو میاں کا موقف تھا کہ تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں اور ایک مسلمان کی مصیبت کے وقت مدد کرنا دوسرے مسلمان کا فرض ہے ادنیٰ اور غریبوں کے مفاد کا خیال مالداروں اور بڑوں سے زیادہ رکھا جاتا تھا معاشی میدان میں دودو میاں کا موقف تھا کہ زمین خدا کا عطیہ اور اس کی نعمت ہے اور انسان خدا کا بندہ اور مخلوق ہونے کی وجہ سے انتفاع اور استفادہ کا یکساں حق رکھتا ہے ہر وہ شخص جو زمین کی کاشت کر رہا ہے اس کا مالک ہے ملکیت محنت اور جدوجہد سے ثابت ہوتی ہے محض وراثت سے نہیں اس سے بنگال کی وہ زمین جو

کسانوں کی کاشت میں استعمال ہو رہی ہیں انہیں کی ملکیت سمجھی جائیں گی اور زمینداروں کا جبری قبضہ رکھنا اور کسانوں کا استحصال کرنا ظلم اور اسلام کے خلاف ہے اور اس کے لئے جدوجہد کرنا ہمارا فرض ہے۔ (۱۲)

سیاسی بنیادوں پر فرائضیوں نے ہندوستان کو دارالحرب قرار دیا ان کا کہنا تھا کہ چونکہ بنگال پر انگریزوں کی حکومت ہے اور یہاں کی انتظامیہ اور معیشت پر ان کا پورا کنٹرول ہے اس لئے یہ دارالحرب ہے اور مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ دارلحرب کو دارالاسلام میں تبدیل کرنے کے لئے جدوجہد کریں اور کوشاں رہیں دارالحرب قرار دینے کی وجہ سے بنگال میں عیدین اور جمعہ کی نماز مناسب نہیں ٹھہریں کیونکہ فرائضیوں کا کہنا تھا کہ عیدین اور جمعہ کی نماز کا اہتمام مصر الجامع میں ہی کیا جا سکتا ہے مصر الجامع سے ان کی مراد ایسے شہر سے تھی جہاں مسلم امیر اور قاضی موجود ہوں اور ان کی تقرری مسلم بادشاہ کی جانب سے کی گئی ہو اس مذہبی فتویٰ کے نتیجہ میں ایک انقلابی نقطہ مسلمانوں کے ہاتھ لگا اور بقول ہنٹر اس فتویٰ کا خاطر خواہ اثر ہوا اور انقلابی مسلمانوں نے انگریزوں سے رزم آزمائی شروع کر دی دیندار مسلمانوں نے جمعہ و عیدین کی ادائیگی ترک کر دی کہ جب تک یہ ملک دارالسلام نہیں بن جاتا یہاں امن و چین سے رہنا جائز نہیں"۔ یہ انگریزوں سے نفرت باقی رکھنے کے لئے بھی تھا اس طرح ایک خالص مذہبی مسئلہ سیاسی مقصد کے لئے استعمال کیا جانے لگا اور انگریزوں سے ہندوستان کو آزاد کرانے کے لئے جدوجہد آزادی میں فرائضیوں کے ہاتھ یہ ایک نایاب حربہ تھا دودو میاں کے وفات کے بعد فرائضی کرامت علی جونپوری (۱۸۰۰ء تا ۱۸۷۳ء) کے گرد جمع ہوئے جن کا بنیادی طور پر تعلق وہابی تحریک سے تھا وہ فرائضیوں کے برعکس ہندوستان کو دارالحرب نہیں بلکہ دارالامن مانتے تھے اس طرح وہابی تحریک کے لئے اسلحہ افراد اور روپیہ جمع کرنے میں بھی یہ علاقہ زرخیز زمین کے طور پر استعمال کیا جاتا رہا۔

⁂ ⁂ ⁂ ⁂ ⁂ ⁂ ⁂ ⁂ ⁂

References.

1. Rebespier ion -Calcutta review Vol.I 1844 196. and
Saidullah Fahad -Tehrik Faraizi Ke Seyasi. Na..iyat -
Fikro Nazer A.M.U. Aligarh vol.38 No.21992 P.70

2. James Wise Notes on the races castes and
Trades in Eastern Bengal London 1884 P.53.

3. Abdul Karim Social History of Muslims in Bengal
down to A.D. 1538 Asiatic society of Pakistan.
Dacca 1959 P 209.

4. Lotifa Akanda Social history of Muslim Bengal
Dacca 1981 P.182.

5. Moinuddin Ahmad Khan - History of Faridi.
Movement in Bengal (1818-1906) Pakistan
historical society Karachi 1965 P 12

6. James Wise op Cit P52

7. Ibid P46

8. Moinuddin Ahmad Khan Op cit P 40-41.

9. I bid P46

10. Latifa Akunda op Cit P 184

11. James Wise op Cit P 34

12. Moinuddin Ahmad Khan Op Cit 114